بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
روزنامہ الفضل ربوہ
(ایڈیٹر) نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون ۴۴۹
جلد ۷۳/۳۸ | ہفتہ ۲۹ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ ، ۱۰ فتح ۱۳۶۷ ہش ، ۱۰ دسمبر ۱۹۸۸ء | نمبر ۱۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبارِ احمدیہ

لندن سے آمدہ تازہ ترین اطلاع کے مطابق سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے اور حضور تمام احباب جماعت کو محبت بھرا السلام علیکم کہتے ہیں۔

احباب کرام حضور کی صحت و سلامتی کیلئے دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کے تمام مقاصدِ عالیہ کو انتہائی بابرکت فرمائے اور اپنی غیر معمولی معجزانہ تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔ آمین۔

● مکرم و محترم ثاقب زیروی صاحب مدیر ہفتہ وار "لاہور" لاہور کی بزرگ اور عابد شب زندہ دار والدہ محترمہ عزیزہ بیگم صاحبہ ۱۱ر نومبر ۱۹۸۸ء کو میو ہسپتال کے آئی سی یو بلاک میں عین نمازِ جمعہ کے وقت اس دارِ فانی سے کوچ کرکے عالمِ جاودانی میں تشریف لے گئیں۔ وقتِ وفات مرحومہ کی عمر تقریباً نوّے برس تھی۔

اگلے دن ۱۲ر نومبر ۱۹۸۸ء کو نمازِ فجر کے بعد محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ تدفین کے بعد مولانا موصوف نے ہی دعا کرائی۔

مرحومہ قرآن کریم کی عاشق تھیں۔ قرآن پڑھنا اور پڑھانا انکی زندگی کا مرغوب ترین مشغلہ تھا۔ اندازاً زندگی میں تین سو سے زائد بچوں اور بچیوں کو قرآن مجید پڑھایا۔ باقاعدہ تہجد ادا کرنیوالی اور عابد شب زندہ دار تھیں۔ ۶ر نومبر ۱۹۸۸ء کو بقائمی ہوش و حواس آخری نوافل پڑھے۔ اس کے بعد وفات تک بیہوش رہیں۔ حجِ بدل کی نعمت سے بھی سرفراز تھیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقامات سے نوازے اور اپنے درجاتِ قرب میں بڑھاتا رہے

(آمین)

جماعت احمدیہ کا
۹۲ واں جلسہ سالانہ

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ کی اجازت سے اعلان کیا جاتا ہے امسال جماعت احمدیہ کا ۹۲ واں جلسہ سالانہ مورخہ ۲۶-۲۷-۲۸ فتح ۱۳۶۷ ہش / دسمبر ۱۹۸۸ء بروز پیر، منگل، بدھ ربوہ میں منعقد ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ

احباب اس بابرکت جلسہ کی کامیابی کے دعائیں جاری رکھیں۔ (ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ)

الفضل خود خرید کر پڑھئے

اِرشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

ہر ایک جو بچایا جائیگا، اپنے کامل ایمان سے بچایا جائیگا

جو عملی طور پر پورا صدق نہیں دکھاتا وہ خدا کے غضب سے نہیں بچ سکتا

"توبہ کرو اور پاک اور کامل ایمان اپنے دلوں میں پیدا کرو۔ اور ٹھٹھا کرنیوالوں کی مجلسوں میں مت بیٹھو تا تم پر رحم ہو۔ یہ مت خیال کرو کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک جو بچایا جائیگا اپنے کامل ایمان سے بچایا جائیگا۔ کیا تم ایک دانہ سے سیر ہو سکتے ہو یا ایک قطرہ پانی کا تمہاری پیاس بجھا سکتا ہے۔ اسی طرح ناقص ایمان تمہاری رُوح کو کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتا۔ آسمان پر وہی مومن لکھے جاتے ہیں۔ جو وفاداری سے اور صدق سے اور کامل استقامت سے اور فی الحقیقت خدا کو سب چیز پر مقدم رکھنے سے اپنے ایمان پر مُہر لگاتے ہیں۔ میں سخت دردمند ہوں کہ مَیں کیا کروں اور کس طرح ان باتوں کو تمہارے دل میں داخل کردوں اور کس طرح تمہارے دلوں میں ہاتھ ڈال کر گند نکال دوں۔ ہمارا خدا نہایت کریم و رحیم اور وفادار خدا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص کوئی حصہ خباثت کا اپنے دل میں رکھتا ہے اور عملی طور پر اپنا پورا صدق نہیں دکھلاتا تو وہ خدا کے غضب سے بچ نہیں سکتا سو تم اگر پوشیدہ بیج خیانت کا اپنے اندر رکھتے ہو تو تمہاری خوشی عبث ہے اور میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم بھی ان لوگوں کے ساتھ ہی پکڑے جاؤگے جو خدا تعالیٰ کی نظر کے سامنے نفرتی کام کرتے ہیں۔ بلکہ خدا تمہیں پہلے ہلاک کریگا اور بعد میں انکو۔ تمہیں آرام کی زندگی دھوکہ نہ دے کہ بے آرامی کے دن نزدیک ہیں اور ابتداء سے جو کچھ خدا تعالیٰ کے پاک نبی کہتے آئے ہیں وہ سب ان دنوں میں پورا ہوگا۔ کیا خوش نصیب وہ شخص ہے جو میری بات پر ایمان لاوے اور اپنے اندر تبدیلی پیدا کرے۔ اور کیا بدنصیب وہ شخص ہے جو بڑھ بڑھ کے دعویٰ کرتا ہے کہ میں اس جماعت میں داخل ہوں مگر خدا اس کے دل کو ناپاک اور دنیا سے آلودہ اور خباثتوں سے پُر دیکھتا ہے۔ اور اسکے بعد تم لوگوں سے جھگڑا مت کرو اور دعا میں مشغول رہو۔ ٹھٹھے اور ہنسی سے پرہیز کرو اور کسی کو دُکھ مت دو اور ڈرتے رہو جبتک کہ وہ خوفناک دن آوے جس کا وعدہ دیا گیا ہے۔ تمہیں یہ بھی ضروری نہیں کہ اس خوفناک دن سے پہلے کسی اخبار یا اشتہار کا جو اس پیشگوئی کی تکذیب کے بارے میں لکھا گیا ہو ردّ کرو۔ کیونکہ اب خدا ان تکذیبوں سے آپ جواب دیگا۔ نیکی کرو۔ بھلائی کرو۔ صدقہ دو۔ راتوں کو اٹھ کر اپنے یگانہ خدا کو یاد کرو اور گالیوں کا پہاڑ بھی تم پر ٹوٹ پڑے تو انکی طرف نظر اٹھا کر مت دیکھو۔ خدا کے غضب کے دن سے فرشتے بھی کانپتے ہیں۔ سو تم ڈرتے رہو"

(اشتہار ۲ر مارچ ۱۹۰۶ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۱۰ر فتح ۱۳۶۷ ہش

۱۰ر دسمبر ۱۹۸۸ء

کتابوں کے بنک

انگریزی زبان میں ایک ضرب المثل ہے کہ "بچہ انسان کا باپ ہے" اور ہم بھی تو جوانوں کا ذکر کرتے ہوئے اکثر یہ کہتے ہیں اور بالکل ٹھیک ہی کہتے ہیں کہ وہ ہمارے کل کے رہنما ہیں۔ رہنمائی کے لئے اگرچہ اور بھی بہت سی خصوصیات درکار ہیں لیکن ایک خصوصیت ایسی ہے جو انسان کو رہنماؤں میں ممیّز اور ممتاز کر دیتی ہے اور وہ خصوصیت ہے علم کی۔ رہنما ہر لحاظ سے بہتر طریق پر لوگوں کی رہنمائی کر رہا ہو اور اس کے ساتھ ساتھ اگر وہ ایک عالم بھی ہو تو یقیناً اس کی پذیرائی دوسروں سے زیادہ ہو گی۔ وہ اپنے مافی الضمیر کو بہتر طریق پر پیش کر سکے گا اور لوگوں کی نفسیات کو بھی سمجھنے میں اور انہیں پہچاننے میں اُسے کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔

اگر یہ بات واقعی درست ہے کہ ہمارے آج کے نوجوان کل کے رہنما ہیں اور رہنما کے لئے حصول علم بہت اہمیت کا حامل ہے تو ہم یہ بات انتہائی یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں اپنے نوجوانوں کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیئے ان کے مسائل حل کرنے کے لئے ہمیں ہمہ وقت کوشاں رہنا چاہیئے۔ ان کی ہر قسم کی مدد کو اپنے لئے ایک فریضہ گردا ننا چاہیئے۔ اگر ہم ایسا کریں اور اپنے دل میں تہیہ کر لیں کہ ہم اپنے نوجوانوں کی تعلیم کا بندوبست کریں گے۔ اور اس راہ میں جو مشکلات انہیں حائل ہیں وہ دور کرنے کی کوشش کریں گے تو یقین جانیئے کہ ہم ماضی کو حال سے اور حال کو مستقبل سے وابستہ کرنے کا ایک اہم ذریعہ بن جائیں گے جن کی تعلیم کا ہم انتظام کریں گے وہ تمام ایسے لوگوں کا جنہوں نے ان کی کسی نہ کسی رنگ میں مدد کی ہو شکریہ بھی ادا کریں گے اور ان کے ساتھ دل لگاؤ کا اظہار بھی۔ اور یہ دونوں باتیں ان کے دل میں احترام کے جذبات پیدا کریں گی۔

آج ہم طلباء کی ایک مشکل کا ذکر کرکے اس کے حل کی طرف توجہ دلاتے ہیں اور وہ مشکل ہے کتابوں کا حصول۔ بعض بچے یا یوں کہیئے کہ ان کے والدین اتنی استطاعت نہیں رکھتے کہ وہ ساری کی ساری مطلوبہ کتابیں خرید سکیں چند ایک خریدتے ہوں گے اور کئی ایک خریدنے سے قاصر ہونے کی وجہ سے حصولِ علم میں دقتیں محسوس کرتے ہوں گے۔ اگر ہم حصول کتب کا کوئی انتظام کر سکیں تو یقیناً ہمارے طالب علموں کو حصولِ علم میں بہت زیادہ آسانی میسر آ سکے گی۔ اور جہاں تک کتابوں کا سوال ہے اگر کتابوں کے بنک بنا دیئے جائیں اور ایک مہم کے طور پر کتابیں اکٹھی کی جائیں تو یقیناً اتنی کتابیں اکٹھی ہو سکتی ہیں کہ طلباء اپنی ضرورت پورا کرنے کے لئے اس بنک کی طرف رجوع کریں اور نہایت اطمینان کے ساتھ اپنی تعلیم جاری رکھیں۔

کتابیں بھی دو قسم کی ہیں ایک تو درسی کتابیں — وہ ان طلباء سے حاصل کی جا سکتی ہیں جو امتحان میں پاس ہو کر اگلی کلاس میں چلے جاتے ہیں اور پچھلی کلاس کی کتابیں ان کے لئے بے کار ہو جاتی ہیں۔ یہ کتابیں کسی اور کے کام آ سکتی ہیں۔ ان کے علاوہ کتابوں کی دوسری قسم وہ ہے جس میں درسی امور تو درج نہیں ہوتے لیکن عمومی رنگ میں وہ تعلیم میں ممد ہوتی ہیں ایسی کتابیں اکثر گھروں میں ایک دفعہ پڑھ کر کسی کونے میں پھینک دی جاتی ہیں یا بے توجہی کے ساتھ کہیں اِدھر اُدھر پڑی رہتی ہیں اگر ہم یہ کتابیں بھی اکٹھی کریں اور طالب علموں کو ان کی طرف متوجہ کریں اور یہ کتابیں انہیں مفت فراہم کریں تو یقیناً وہ اپنے علم میں آسانی سے اضافہ کر سکیں گے۔ درسی کتابیں بھی انہیں مل سکیں گی۔ اور غیر درسی کتابیں بھی۔ اور ہر طالب علم کے لئے یہ دونوں قسم کی کتابیں مفید ہیں بلکہ اس کی ضروریات کا ایک اہم حصہ ہیں۔

پس آیئے ہم کوشش کریں کہ جو کتابیں بھی طلباء کے لئے فارغ کی جا سکتی ہیں وہ اپنے کتابوں کے بنک میں رکھوائیں اور طلباء کی امداد کریں۔

نوجوانوں پہ اعتماد کرو
ان کی باتوں پہ دل سے صاد کرو
یہ نہ ہو اک ذرا سی لغزش سے
ان کو آمادۂ فساد کرو

(ابوالاقبال)

رواں دواں

خدا کے بندے خلوص دل سے کسی سفر پر رواں دواں ہیں
قدم قدم پر حصولِ مقصد کی منزلیں انکی پاسباں ہیں
وہ جانتے ہیں کہ رہگذاروں کی ہر صعوبت ہے اک مسرّت
وہ آفتوں کے بھی ہیں شناسا، وہ خارزاروں کے رازداں ہیں
وہ ابتلاؤں میں دیکھ لیتے ہیں اپنے مولیٰ کی ہر رضا کو
یہ ابتلا تو بلندیوں پر صعود کرنے کے امتحاں ہیں
جو راستے کا بنے تھے پتھر جو روکتے تھے سفر ہمارا
رواں دواں قافلہ ہے اپنا، مگر وہ سنگِ گراں کہاں ہیں
سمندروں میں تھکے نہ ہارے نہ ہم نے ڈھونڈے کہیں کنارے
ہمارے اپنے عظیم جذبے ہماری کشتی کے بادباں ہیں
ہر ایک فردِ بشر ہمارے لیئے معزّز ہے محترم ہے
سوائے ان کے جو آدمیت کے رُخ پہ ذلّت کا اک نشاں ہیں
ہمارے دامن کو وسعتیں دے فضا پہ اسکو محیط کر دے
مرے خدایا تری عنایات کے سمندر تو بیکراں ہیں
ہمارے اشکوں سے بھیگ جاتی ہیں رات، پچھلے پہر دعائیں
ہماری آہوں کی بیکلی میں اشارے تقدیر کے نہاں ہیں
یہ کیوں ہے، کیسے ہے، اور کب تک، یہ پوچھنا ہو تو ہم سے پوچھو
صداقتوں کا عَلَم اٹھائے، بشر کی فطرت کی ہم زباں ہیں
نسیم یہ اپنی بے نیازی ہی اِک مقامِ بلند دیگی
وگرنہ ہم تو بہت ہی بے بس ہیں اور کمزور و ناتواں ہیں

(نسیم سیفی)

پبلشر مسعود احمد نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دارالنصر غربی ربوہ سے شائع کیا۔ قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک روشن ستارہ

حضرت عباسؓ بن عبد المطلب

(مکرم خلیل احمد چوہدری ۔ مربی سلسلہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی عظمت شان کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے
' یعنی اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے راضی ہو گیا اور وہ صحابہ اللہ سے راضی ہو گئے۔ خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

"اَصْحَابِی کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِہْتَدَیْتُمْ"

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

ان ستاروں میں سے ایک ستارے حضرت عباس بن عبد المطلب ہیں۔

حضرت عباسؓ بن عبد المطلب میرے پیارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم (فداہٗ ابی و امی) کے چچا تھے اور آپ کے والد محترم کے سوتیلے بھائی تھے۔ حضرت عباسؓ کی والدہ ماجدہ کا نام نُتیلہ بنت خباب تھا آپ قبیلہ النمر سے تعلق رکھتی تھیں آپ وہ پہلی عورت تھیں جنہوں نے بیت الحرام کو حریر اور دیباج کا لباس پہنایا۔

حضرت عباسؓ ۹۴۵ء کو مکہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا بچپن خوشحالی میں گزرا۔ آپ کو بچپن ہی سے تجارت کا شوق تھا اس لیے آپ بڑے ہو کر ایک بڑے تاجر بن گئے۔ قبل از بعثت نبویؐ ایک بہت بڑے تاجر ہونے کے علاوہ قریش کے سردار بھی تھے۔ عمارۃ بیت الحرام اور سقایہ آپ ہی سے متعلق تھی یعنی حاجیوں کو پانی پلانے اور کھانا کھلانے کا منصب آپ کے سپرد تھا خدا کے گھر کا اتنا پاس تھا کہ بیت حرام کے اندر کسی قسم کی زبان درازی اور گالی گلوچ نہ ہونے دیتے تھے اور کوئی شخص آپ کے ہوتے ہوئے خانہ کعبہ کے اندر لغویات زبان پر نہ لا سکتا تھا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بڑے ہی وجیہہ اور حسین و جمیل تھے۔ آپ کا سینہ چوڑا تھا بڑے قد آور اور بارعب انسان تھے، عقلمندی میں اپنی مثال آپ تھے، بہادری اور شجاعت میں بے مثل اور جود و سخا میں سمندر دل تھے خصوصاً بنی ہاشم کے بے کسوں، غریبوں اور محتاجوں کے لیے روٹی، کپڑا اور دیگر ضروریات زندگی مہیا کرنے کی ذمہ داری لے رکھی تھی۔ اپنے قرابت والوں سے بہت اچھا سلوک کیا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ہی تکریم و تعظیم کرتے تھے حتیٰ کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؓ قبول حق سے پہلے بھی آنحضرتؐ کی حمایت کیا کرتے تھے ایک روایت میں آتا ہے کہ عقبہ ثانیہ میں آپؓ حضور کے پاس تھے اور آپ کی حمایت کی نیز ایک اور روایت میں آتا ہے کہ چند صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے کہ حضورؐ کے ساتھ حضرت عباس بھی تشریف لائے۔ (اس وقت ابھی آپ ایمان نہیں لائے تھے) اور کہنے لگے اے انصار کے گروہ! اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا پورے طور پر جواب دو گے، آپ کی مدد کرو گے۔ اور جو ذمہ داری تم نے اٹھائی ہے وہ پوری کرو گے تو ٹھیک ہے ورنہ ابھی تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دو کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ آپؐ اپنے ملک اور قوم میں عزت والے انسان ہیں۔

جنگ بدر

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے سے ہجرت کر کے مدینے میں قیام فرمایا اس وقت بھی قریش مکہ چین سے نہ بیٹھے اور نہ ہی ان کے حسد و کینہ کی آگ ٹھنڈی ہوئی تھی بلکہ آپؐ کے بخیریت مدینے میں پہنچنے کی خبر سن کر آگ بگولہ ہو گئے۔ تب انہوں نے ایک قافلہ، تجارت کی غرض سے شام کو بھیجا جس کا مقصد یہ تھا کہ اس قافلے کا سالانہ نفع دین حق کے خلاف خرچ کریں گے اور اس دین کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیں گے (نعوذ باللہ) جب اس کی خبر میرے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے اپنے بعض اصحابؓ سے فرمایا کہ اس قافلے کو روک لیا جائے اسی وہ مال جو دین حق کے خلاف خرچ ہونا ہے وہ ان سے لے کر دین کی اشاعت کے لیے خرچ کرنا چاہیئے اور اس کی وجہ سے قریش مکہ ایمان والوں پر حملہ بھی نہیں کریں گے اور نہ ہی جانی و مالی نقصان ہو گا ادھر ابو سفیان (جو کہ قافلے کا سردار تھا اور ابھی ایمان نہیں لایا تھا) کو علم ہو چکا تھا کہ اہل ایمان کا ارادہ ہے کہ وہ قافلے پر حملہ کریں گے اس نے ضمضم بن عمرو غفاری کو مکہ روانہ کر دیا کہ اس کی خبر دے مگر اس کے پہنچنے سے پہلے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی عاتکہ بنت عبد المطلب کو ایک وحشتناک خواب آچکی تھی انہوں نے یہ خواب اپنے بھائی حضرت عباسؓ کو سنائی کہ شتر سوار نے میدان بطحا مکہ میں آکر زور سے شور بلند کیا ہے اور کہا اے لوگو! تم تین دن میں اپنی موت کی جگہوں پر پہنچنے کے لیے روانہ ہو جاؤ۔ یہ خواب سن کر حضرت عباسؓ نے اپنی پھوپھی سے کہا کہ آپ نے یہ خواب کسی کو نہیں بتانا لیکن خود دوستی کی وجہ سے ولید بن عتبہ سے اس خواب کا ذکر کر دیا۔ ولید نے یہ خواب اپنے دادا کو بتا دیا حتی کہ یہ بات پھیل گئی اس پر قریش نے مذاق اڑایا اور کہا کہ اب تو بنی عبد المطلب کی عورتوں کو بھی نبوت ملنے لگی ہے۔ ابو جہل نے بھی اس پر بہت زبان درازی کی اس پر حضرت عباس غصے سے بھرے ہوئے ابو جہل کو سزا دینے کے لیے بیت الحرام میں گئے مگر وہ وہاں موجود نہ تھا کہیں اور جا چکا تھا۔ حضرت عباسؓ نے اس کا پیچھا کیا اتنے میں ضمضم بن عمرو غفاری کی آواز سنی کہ محمدؐ کے پیرو ہمارے قافلے پر حملہ کرنا چاہتے ہیں اس لیے تم سب جلدی تیار ہو کر اپنے قافلہ کی مدد کو پہنچو۔ اس وجہ سے حضرت عباسؓ ابو جہل کو سزا دینا بھول گئے۔

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو جہل کی مذکورہ بدتمیزی اور فحش کلامی کی وجہ سے حضرت عباسؓ کا دل دین حق کی طرف مائل ہو رہا تھا اگرچہ دین کی حقیقت سے واقفیت نہ تھی اس لیے جب قریش مکہ ضمضم کی اطلاع پر اپنے قافلے کی مدد کے لیے روانہ ہوئے تو حضرت عباس بھی ان کے ساتھ تھے جب یہ میدان بدر میں پہنچے تو ان کو معلوم ہوا کہ قافلہ حملہ آور لشکر سے بچ کر مکہ کی طرف جا رہا ہے انہوں نے کہا کہ ہم اتنی دور سے آئے ہیں خالی ہاتھ واپس نہیں جائیں گے بلکہ محمدؐ کے پیروؤں کو اس دنیا سے نابود کر کے ہی جائیں گے اس جنگ میں حضرت عباسؓ کا دل نہیں چاہتا تھا کہ اپنے بھتیجے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لڑائی کریں مگر سرداری اور دین حق کی حقیقت سے ناواقفیت کی وجہ سے اس جنگ میں شریک ہوئے۔ چنانچہ سترہ رمضان ۲ھ جمعہ کا مبارک دن تھا کہ جنگ بدر شروع ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر مجاہدین حق کو فتح عطا فرمائی۔

جنگِ بدر کے قیدی

جنگ بدر میں قریش مکہ کے ستر آدمی قیدی ہوئے ان میں سے اکثر نے تو وہیں فدیہ ادا کر دیا ان کو رہا کر دیا گیا باقی جنگی قیدیوں کو مدینے میں لایا گیا تو ان سب کو ستونوں کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ اس وقت کوئی جنگی کیمپ نہ تھے خدا کا گھر ہی ایک ایسی جگہ تھی جہاں دین کے اہم امور طے ہوتے تھے اور دوسری وجہ یہ تھی کہ اہل ایمان کی عبادات اور اجتماعی زندگی کو دیکھ کر دین کی حقیقت سے آگاہ ہو سکیں ان قیدیوں میں سے ایک قیدی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس بھی تھے ان کو بھی ستون کے ساتھ باندھا گیا بندھن ذرا سخت ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ کراہتے تھے ان کے کراہنے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے چین ہو رہے تھے اور آپؐ کو نیند نہیں آرہی تھی آخر انصار کو معلوم ہوا کہ عباس کے کراہنے کی وجہ سے آپؐ تکلیف محسوس کر رہے ہیں اور نیند نہیں آرہی۔ انصار نے حضرت عباس کے بندھن ڈھیلے کر دیئے۔ تھوڑی دیر عباس کے کراہنے کی آواز نہ آئی تو حضورؐ نے فرمایا کہ کیا بات ہے؟ عباس کے کراہنے کی آواز نہیں آرہی صحابہؓ نے جواب دیا کہ عباس کے بندھن ڈھیلے کر دیئے گئے ہیں اس پر مجسم عدل و انصاف میرے پیارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و امی) فرماتے ہیں کہ اگر بندھن ڈھیلے کرنے ہیں تو سب کے کرو ورنہ عباس میں کوئی خصوصیت نہیں کہ صرف اس کے بندھن ڈھیلے کر دیئے جائیں چنانچہ انصار نے تمام قیدیوں کے بندھن ڈھیلے کر دیئے۔

قبول حق

جنگ بدر کے قیدیوں میں حضرت عباسؓ بھی تھے۔ حضرت عباسؓ کی والدہ محترمہ مدینہ منورہ کے قبیلہ خزرج سے تھیں۔ اس لیے انصار کی ایک جماعت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا عباس ہمارے بھانجے ہیں ہم ان کا فدیہ چھوڑتے ہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت نہ دی اور حضرت عباسؓ سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنا اور اپنے بھتیجے عقیل بن ابو طالب کا فدیہ ادا کریں کہنے لگے میں تو ایمان لا چکا تھا قریش نے مجھ کو جبراً جنگ میں شریک کیا۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کے ایمان سے حق تعالیٰ زیادہ واقف ہوں گے اگر آپ کا بیان صحیح ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا اجر دے گا مگر بظاہر تو آپ ہم پر چڑھ آئے تھے اس لیے فدیہ دیجیئے حضرت عباس نے اپنی ناداری کا عذر پیش کیا آپؐ نے فرمایا یہ عذر بھی قابل تسلیم نہیں کیونکہ وہ رقم جو روانگی کے وقت اپنی زوجہ محترمہ (ام الفضل) کو دے آئے تھے کہ ضرورت کے وقت کام آئے گی۔ اس رقم کا علم حضرت عباس اور ان کی بیوی کے سوا کسی کو نہیں تھا اس لیے حضرت عباس نے جب آپؐ کا یہ ارشاد سنا تو بے ساختہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پکار اٹھے کہ واقعی آپؐ اللہ کے سچے رسول ہیں پھر اپنا اور اپنے بھتیجے عقیلؓ کا فدیہ دے کر رہائی حاصل کی اور ایمان لے آئے کیونکہ ان کا مکہ میں رہنا قرین مصلحت تھا اس لیے ان کو مکہ میں رہنے کی اجازت فرمائی۔ (سیرت طیبہ ص۱۳۱)

ایک روایت میں آتا ہے کہ:۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ابو رافع کہتے ہیں کہ وہ عباس بن عبدالمطلب کے غلام تھے عباس معہ اپنے گھر والوں کے دل سے ایمان لا چکے تھے لیکن قوم کے خوف اور اس خیال سے کہ ان کا روپیہ قریش والوں میں بہت پھیلا ہوا تھا اپنے ایمان کا اظہار نہ کر سکتے تھے۔"

(بحوالہ سیرت الرسل حصہ دوم ص۵)

حجاج بن علاط کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عباسؓ اولین ایمان لانے والوں میں سے تھے لیکن انہوں نے اپنا ایمان چھپائے رکھا اور حکم نبویؐ سے مکہ میں ٹھہرے ہوئے تھے اخبار کفار حضورؐ تک پہنچایا کرتے تھے اور مکہ کے غریب اہل ایمان کی امداد فرمایا کرتے تھے۔"

(رحمۃ للعالمین جلد دوم ص۹۲)

تاریخ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فتح مکہ سے پہلے اہل مکہ دو حصوں میں بٹ چکے تھے۔ ایک گروہ کا سردار عکرمہ تھا جو اپنے باپ ابوجہل کا بدلہ لینا چاہتا تھا اور دوسرے گروہ کا سردار ابوسفیان تھا اور حضرت عباسؓ اسی گروہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ معہ اہل وعیال اعلانیہ طور پر ایمان لا کر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے ادھر میری جان سے پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اہل مکہ پر چڑھائی کرنے کی تیاری کا حکم فرما چکے تھے اور مدینہ کے ارد گرد کے مختلف قبائل غفار، اسلم مزینہ، جہینہ، اشجع اور سلیم کو بھی ساتھ چلنے کے لیے پیغام بھجوا چکے تھے چنانچہ ۸ھ رمضان کے مہینے میں دس ہزار صحابہؓ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی طرف کوچ فرمایا وہ مکہ! جہاں سے خدا تعالیٰ کا برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ سال پہلے رات کی تاریکی میں نکلا تھا آج دس ہزار قدوسیوں کے لشکر کے ساتھ اس مکہ کی طرف روانہ ہو رہا تھا۔ جب آپؐ مقام جحفہ پر پہنچے تو مکہ کی طرف سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ اپنے اہل وعیال سمیت آپؐ کو ملے اور قبول حق کا ذکر کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اے عباس! تم اپنے اہل وعیال کو مدینے کی طرف روانہ کر دو اور خود ہمارے ساتھ چلو حضرت عباس رضؓ نے ایسا ہی کیا جب آپؐ وادی مر الظہران پہنچے تو حضورؐ کے سفید خچر پر سوار ہو کر مکہ کی طرف چل دیئے تاکہ قریش میں سے کوئی آدمی ملے تو اسے پیغام دیں کہ اب تم اپنی جان بچاؤ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر طالب امان ہو ورنہ جب آپؐ مکہ میں داخل ہو گئے تو پھر امان ملنا مشکل ہے

ادھر سرداران قریش کو بھی خبر ہو چکی تھی جس کی وجہ سے ابوسفیان، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء جاسوسی کی غرض سے نکلے جب یہ گروہ حرم سے راستے کے اندھیرے میں باہر نکلا تو وادی مر کو آگ سے جگمگاتے ہوئے دیکھ کر ابوسفیان بہت حیران ہوا اور کہا کہ یہ آگ کیسی ہے؟ بدیل بن ورقاء نے جواب دیا کہ شاید یہ قبیلہ بنی عمرو ہو۔ ابوسفیان نے کہا کہ وہ قبیلہ اتنا بڑا نہیں ہے ابھی وہ آپس میں قیاس آرائیاں ہی کر رہے تھے کہ یہ کونسا قبیلہ ہوگا؟ اتنے میں حضرت عباسؓ ان کے پاس پہنچے اور ان کی باتیں سن کر فرمایا۔ ابا حنظلہ! ابوسفیان حضرت عباس کی آواز سن کر مزید گھبرا کر بولا ابا الفضل! آپؓ نے کہا ہاں میں ہی ہوں اس پر ابوسفیان نے کہا آپ کیا خبر لائے ہیں؟ فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بمعہ اپنے لشکر خیمہ زن ہیں۔ صبح ہوتے ہی مکہ پر حملہ کریں گے اس پر ابوسفیان بہت ہی گھبرا کر کہنے لگا اب کیا کرنا چاہیئے؟ حضرت عباس نے کہا کہ اگر مکہ میں تم پر قابو پایا تو خیر نہ ہوگی اس لیے بہتر ہے کہ تم اس خچر پر میرے پیچھے سوار ہو جاؤ اور میں تم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر کر کے امان دلا دونگا تب ابوسفیان حضرت عباسؓ کے پیچھے سوار ہو گئے اور مجاہدین کے لشکر کے پاس سے گزرتے جاتے تھے تو کوئی بھی آپؓ کو نہ روکتا تھا صرف اس لیے کہ حضورؐ کا خچر ہے مگر جب حضرت عمر فاروقؓ کے قریب پہنچے تو آپ نے پہچان کر کہا کہ ابوسفیان دشمن خدا! آج بغیر کسی شرط کے ہمارے ہاتھ آ گیا ہے اور تیزی سے آپؓ حضورؐ کی طرف گئے ادھر حضرت عباسؓ نے بھی خچر کو تیز کیا اور حضرت عمرؓ سے پہلے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؓ ابھی خیمہ میں داخل ہوئے ہی تھے کہ حضرت عمرؓ بھی پہنچ گئے اور ابوسفیان کے قتل کی حضورؐ سے اجازت چاہی ادھر حضرت عباسؓ نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ابوسفیان کو پناہ دے چکا ہوں اور آپؐ کی خدمت اقدس میں لایا ہوں پھر وہ آنحضورؐ کے پاس بیٹھ گئے ادھر حضرت عمرؓ کا اصرار برقرار ہے کہ حضورؐ ابوسفیان کا سر قلم کرنے کی اجازت عطا فرمائی جائے حضرت عباس نے حضرت عمرؓ کے اصرار کو دیکھ کر کہا کہ اے عمر صبر کرو! اگر تمہاری قوم میں سے کوئی مشہور آدمی ہوتا یا تمہارے خاندان سے ہوتا تو تم اتنا اصرار نہ کرتے اس پر حضرت عمرؓ نے کہا کہ اگر میرا باپ بھی ایمان لے آئے تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوگی جتنی آپ کے ایمان لانے میں ہوئی ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ایمان لانے کو بے حد پسند کرتے ہیں آنحضورؐ نے یہ مباحثہ سن کر فرمایا عباس! تم ابوسفیان کو اپنے ساتھ اپنے خیمہ میں لے جاؤ جب صبح ہو تو میرے پاس لے آنا۔ حضرت عباس خوشی خوشی خیمہ سے باہر آئے اور اپنے خیمے میں چلے گئے

اور صبح ہوتے ہی حضرت عباس نے ابوسفیان کو حضورؐ کی خدمت اقدس میں پیش کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوسفیان! کیا وہ وقت نہیں آیا کہ تم خدا کے ایک ہونے کی گواہی دو؟ ابوسفیان نے کہا اگر خدا کا کوئی شریک ہوتا تو مجھے بچا لیتا پھر آپؐ نے فرمایا کیا وہ وقت نہیں آیا کہ تم میرے رسول اللہ ہونے کی تصدیق کرو؟ ابوسفیان نے کہا ابھی کچھ شک ہے اس پر حضرت عباس نے کہا کہ ابوسفیان اب کیا شک ہے؟ کیا خدا کے رسول کے علاوہ بھی کوئی ایسا کام کر سکتا ہے اب تم دین حق قبول کر لو۔ اس پر ابوسفیان نے انشراح صدر ہونے پر حق کو قبول کر لیا حضرت عباسؓ نے حضورؐ سے عرض کیا کہ ابوسفیان جاہ پسند آدمی ہے اسے کوئی عزت بخشیں تب آپؐ نے فرمایا کہ جو ابوسفیان کے گھر پناہ لے گا اسے پناہ دی جائے گی۔

لشکر کی روانگی

اگلے دن صبح مکہ کی طرف لشکر روانہ ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے کہا کہ سردار مکہ ابوسفیان کو اس درہ پر لے کر کھڑے ہو جائیں تاکہ یہ دین حق کے لشکر کی روانگی کا نظارہ اپنی آنکھوں سے کر سکے اس وقت ایک ایک قبیلہ کا دستہ ابوسفیان کے سامنے سے گزر رہا تھا آج دین حق کی شوکت کا نظارہ ابوسفیان اپنی آنکھوں سے کر رہا تھا یہ تو خدا ہی جانتا ہے کہ اس کے تصورات اس وقت کیا تھے وہ کیا سوچتا ہوگا؟ بہرحال اس کی آنکھوں کے سامنے دس ہزار قدوسیوں کا لشکر گزر رہا تھا ایک چاک و چوبند دستہ گزرا ابوسفیان نے پوچھا عباس یہ کون سا قبیلہ ہے؟ حضرت عباسؓ نے بتایا کہ یہ غفار قبیلہ ہے ایک اور دستہ گزرا تو پوچھا یہ کونسا قبیلہ ہے؟ بتلایا گیا کہ یہ جہینہ قبیلہ ہے پھر سُلَیم قبیلہ گزرا اس کے بعد ایک اور دستہ آیا جو سب میں فائق تھا ابوسفیان نے پوچھا یہ کونسا ہے؟ حضرت عباس نے بتلایا کہ یہ انصار ہیں اس کے بعد ایک چھوٹا سا دستہ آیا جو لوہے سے ڈھکا ہوا تھا اس میں سالار کارواں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے ابوسفیان نے دیکھا تو کہا ان کا مقابلہ کرنے کی آج کسی میں طاقت نہیں ہے تب حضرت عباسؓ نے ابوسفیان کو کہا کہ تم جاؤ اور اپنی قوم کی جان بچانے کی کوشش کرو ان سے ملکر کہو کہ دین حق قبول کر لو اسی میں تمہاری خیر ہے

فتح مکہ کے معاً بعد دس ہزار کا وہی لشکر اور دو ہزار وہ اہل ایمان جنہوں نے فتح مکہ کے موقع پر حق کو قبول کیا تھا ثقیف اور ہوازن قبیلہ کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے یہ قبائل مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر وادی حنین میں آباد تھے یہ جنگ غزوہ حنین کے نام سے مشہور ہے مجاہدین کا لشکر جب وادی حنین میں پہنچ کر نشیب کے رخ اترنے لگا اس وقت صبح کاذب کی تاریکی پھیلی ہوئی تھی ابھی سارا لشکر وادی میں نہیں اترا تھا کہ دشمنوں نے ایسی تیر اندازی کی کہ مجاہدین کی سواریاں بدک گئیں اور سوار اپنی سواریوں کی لگامیں کھینچ کھینچ کر ان کی گردنیں دوہری کر رہے تھے لیکن بدکی ہوئی سواریاں میدان کی طرف منہ نہ کرتی تھیں حتی کہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ مجاہدین کو جدھر راستہ ملا بھاگ نکلے اس وقت کون میدان جنگ میں خچر پر سوار ایڑی لگا کر آگے بڑھ رہا ہے اور بڑے جلال سے یہ کہہ رہا تھا۔"

"اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ۔ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ"

یعنی میں نبی ہوں جھوٹا نہیں ہوں میں عبدالمطلب کے خاندان کا چشم و چراغ ہوں بزدل نہیں ہوں۔ یہ تھے میرے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپؐ اس وقت ایمان والوں کو بلا رہے تھے مگر آپ کی پکار کی آواز ان تک نہیں پہنچ رہی تھی۔ چند صحابہؓ آپؐ کے پاس رہ گئے تھے ایسے نازک وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام حضرت عباسؓ نے تھام رکھی تھی۔ اور آپؐ کے حکم سے صحابہؓ کو واپس بلا رہے تھے۔ آپؓ نے صحابہؓ کو آواز دے کر کہا اے اصحاب شجرہ کے گروہ اے درخت والو! (اس سے بیعت رضوان کی طرف اشارہ تھا جسے صحابہؓ بیعت علی الموت کہتے تھے)۔ اے انصار کے گروہ! خدا کا رسول تمہیں بلاتا ہے جب صحابہؓ نے یہ آواز سنی تو دیوانہ وار لبیک لبیک کہتے ہوئے واپس آنے لگے اگر سواریاں نہ مڑتی تھیں تو انکا سر قلم کر کے پیدل ہی حضور اقدسؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئے! حضرت عباسؓ نے گرجدار نعرے لگائے اللہ تعالیٰ نے جنگ کا پانسہ پلٹ دیا اور مجاہدین کو فتح نصیب ہوئی۔

آپؓ کا مقام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے قبول حق سے پہلے سقایہ کا منصب حضرت عباس کے پاس تھا فتح مکہ کے بعد بھی آنحضورؐ نے سقایہ کا موروثی منصب آپؓ کے پاس ہی رہنے دیا۔ ایک روایت میں یہ آتا ہے کہ آپؐ نے خیبر کی پیداوار سے حضرت عباسؓ کو سالانہ حصہ دیا کرتے تھے۔ جب آپؓ نے حق قبول کر لیا تو حضورؐ آپ کی بہت تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے "ھٰذا عمی ھٰذا عمی وصنو ابی" یہ میرے چچا ہیں اور میرے باپ کے برابر ہیں ایک اور واقعہ علامہ جلال الدین سیوطی نے نقل کیا ہے "بیہقی اور ابو نعیم نے ابو اسید ساعدی سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس سے فرمایا کل صبح تم اور تمہارے فرزند گھر سے کہیں نہ جائیں جب تک کہ میں تم لوگوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے پاس نہ آجاؤں کیونکہ مجھے تم لوگوں سے ایک کام ہے جب صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں تشریف فرما ہوئے تو فرمایا کہ تم سب مل کر بیٹھ جاؤ حتی کہ جب وہ سب بیٹھ گئے تو حضورؐ نے ان سب پر اپنی چادر ڈالی اور دعا کی اے میرے رب! یہ میرے چچا بمنزلہ باپ کے ہیں اور یہ ان کے گھر والے۔ تو ان سب کو آگ سے اس طرح چھپالے جس طرح میں نے ان سب کو اپنی اس چادر سے ڈھانپا ہے۔"

(الخصائص الکبریٰ حصہ دوم صفحہ ۱۸۱)

فتح مکہ سے پہلے جب حضرت عباس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام جحفہ پر ملے تو حضورؐ نے فرمایا کہ عباس تم ہمارے ساتھ مکہ چلو حضرت عباس نے کہا کہ اگر میں یہاں سے واپس مکہ چلا گیا تو مہاجر کس طرح بنوں گا مہاجر کا ایک بہت بڑا مقام ہے اس لیے مجھے مدینہ جانے کی اجازت فرمائی جائے آپؐ نے حضرت عباسؓ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ انا خاتم النبیین وانت خاتم المهاجرین نیز فرمایا کہ جو شخص میرے چچا عباسؓ کو تکلیف دیتا ہے وہ تکلیف عباس کو نہیں دیتا بلکہ مجھے دیتا ہے۔

حضرت عمرؓ فاروق فرماتے تھے کہ اے عباسؓ اگر میرا باپ بھی ایمان لے آتا تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی آپ کے ایمان لانے میں ہوئی ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ایمان لانے کو بے حد پسند کرتے ہیں نیز حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں وظائف کی فہرست پر نظر ثانی کرکے حضرت عباسؓ کو اصحابؓ بدر کے برابر کر دیا تھا۔

حضرت عباسؓ نے مسجد نبوی کے ساتھ مکان بنانے کا اظہار کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مکان کے لیے نشان لگائے مکان تیار ہونے پر فرمایا اے عباس میرے کندھوں پر سوار ہوکر پرنالہ لگایئے۔ یہ واقعہ تاریخ میں کچھ یوں سنہری حروف سے لکھا جا چکا ہے۔

عہد فاروقی کا واقعہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ کی بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس کا مکان مسجد نبوی سے متصل تھا اور اس کا پرنالہ مسجد نبوی ہی میں گرتا تھا جس سے بعض اوقات نمازیوں کو تکلیف ہوتی تھی حضرت عمر فاروقؓ نے مسجد کے احترام اور نمازیوں کے آرام کی خاطر پرنالے کو وہاں سے اکھڑوا دیا حضرت عباسؓ ان دنوں مدینے سے باہر تھے واپسی پر جب انہیں معلوم ہوا تو وہ بہت ناراض ہوئے اور انہوں نے قاضی شہر ابی بن کعبؓ کی عدالت میں خلیفۂ وقت کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا اس پر ابی بن کعب نے ایک عام آدمی کی طرح اس وقت کے عظیم شہنشاہ اور خلیفۃ الرسولؐ حضرت عمر فاروقؓ کو جواب دہی کے لیے طلب فرما لیا اگر کوئی اور حاکم ہوتا تو قاضی کے اس اقدام کو اپنی توہین خیال کرتا اور ضرور اس کو کوئی سزا دیتا مگر قربان جایئے اس انصاف پسندی کے کہ عرب و عجم کا یہ دینی و دنیاوی حکمران نہایت سادگی کے ساتھ تاریخ مقررہ پر حضرت ابی بن کعب کے مکان پر اپنے خلاف مقدمے کی پیروی کے لیے جا حاضر ہوا اور ابی بن کعبؓ کے مصروف ہونے کے باعث باہر دیر تک انتظار میں کھڑا رہا۔

مقدمہ پیش ہونے پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ الرسولؐ نے کچھ کہنا چاہا تو قاضی نے فوراً ٹوکتے ہوئے کہا۔" آپ خاموش رہیئے ضابطہ کے تحت مدعی کو یہ حق ہے کہ پہلے اپنا دعویٰ پیش کرے۔" پھر حضرت عباسؓ نے اپنا بیان شروع کرتے ہوئے کہا: میرے مکان کا پرنالہ شروع ہی سے مسجد نبوی کی طرف تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی یہیں تھا اور حضرت خلیفہ اوّل ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں بھی اسی جگہ رہا مگر اب حضرت امیر المومنین نے اسے اکھاڑ کر پھینک دیا ہے جس سے میرا نقصان بھی ہوا ہے اور مجھے تکلیف بھی پہنچی ہے اس لیے میں طلب انصاف کے لیے یہاں آیا ہوں حضرت قاضی ابی بن کعب نے کہا اے عباس! یقیناً انصاف ہی کیا جائے گا۔ پھر حضرت امیر المومنین خلیفۃ الرسول سے مخاطب ہوکر کہنے لگے فرمایئے امیر المومنین آپ صفائی میں کیا کہنا چاہتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پرنالے کو میں نے ہی اکھڑوایا ہے اور میں ہی اس کا ذمہ دار ہوں۔ حضرت ابی بن کعبؓ نے کہا یا امیر المومنین! آپ کو دوسرے کے مکان میں اس کی اجازت کے بغیر دخل اندازی سے اجتناب کرنا چاہیئے تھا آپ وجہ بتائیں کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت عمر فاروق قاضی کے سوال کے جواب میں فرمانے لگے کہ جناب پرنالے میں سے بعض اوقات پانی آتا تھا تو چھینٹے اڑتے تھے جس کی وجہ سے نمازیوں کے کپڑے خراب ہو جاتے تھے اسی لیے لوگوں کی سہولت اور آرام کے لیے میں نے پرنالہ اکھڑوا دیا اور اپنی دانست میں میں نے کوئی ناروا اقدام نہیں کیا۔ ابی بن کعب نے حضرت عباسؓ سے فرمایا بولیے عباسؓ آپ اس کے جواب میں کیا کہنا چاہتے ہیں حضرت عباس نے کہا جناب واقعہ یہ ہے کہ فخر الانبیاء، افضل الرسل حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے مکان کے لیے اپنی چھڑی سے زمین پر نشان لگائے تھے جب مکان بن چکا تو یہ پرنالہ حضورؐ نے خود اپنے حکم سے یہاں رکھوایا اور حضورؐ نے فرمایا تھا کہ عباسؓ میرے کندھوں پر کھڑے ہوجاؤ اور پرنالہ یہاں لگا دو میں نے احتراماً انکار کیا مگر حضورؐ نے بہت اصرار فرمایا چنانچہ حضور نیچے کھڑے ہو گئے اور میں نے حضور کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے حضور کے کندھوں پر چڑھ کر یہ پرنالہ یہاں لگا دیا جہاں سے اب حضرت امیر المؤمنین نے اسے اکھاڑ دیا ہے

یہ واقعہ سن کر قاضی نے کہا کہ اے عباس! آپ اس واقعہ کا کوئی گواہ پیش کر سکتے ہیں؟ حضرت عباسؓ نے کہا کیوں نہیں۔ میں گواہ پیش کر سکتا ہوں قاضی نے کہا آپ اپنے گواہ لائیے تاکہ اس جھگڑے کا فیصلہ ہو جائے حضرت عباس گئے اور تھوڑی دیر میں چند انصار کو تلاش کر کے لے آئے انہوں نے اس بات کی شہادت دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کے سامنے حضرت عباس کو اپنے کندھوں پر چڑھا کر پرنالہ نصب کرنے کا حکم دیا تھا گواہی ختم ہوتے ہی یہ عظیم المرتبت شہنشاہ خلیفۃ الرسولؐ حضرت عمرؓ فاروق جو، اب تک نگاہیں نیچے کئے کھڑے تھے آگے بڑھے اور حضرت عباس سے یوں مخاطب ہوئے "اے ابو الفضل عباس خدا کے لئے میرا قصور معاف کر دیں مجھے ہرگز علم نہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پرنالہ خود یہاں لگوایا ہے ورنہ بھول کر بھی مجھ سے یہ فعل سرزد نہ ہوتا بھلا میری کیا مجال تھی کہ آنحضرتؐ کے لگائے ہوئے پرنالے کو اکھاڑتا یہ جو کچھ ہوا لاعلمی میں ہوا اب اس کی تلافی کی یہی صورت ہے کہ آپ میرے کندھوں پر کھڑے ہو کر پرنالے کو بدستور اپنی جگہ لگا دیں حضرت عمر فاروق کا بیان ختم ہوا تو قاضی نے کہا ہاں! امیر المومنین انصاف کا یہی تقاضا ہے۔

تھوڑی دیر بعد دنیا نے یہ نظارہ دیکھا کہ قیصر و کسریٰ جیسے شہنشاہوں کو شکست دینے والا جرنیل نہایت عاجزی اور مسکینی کے ساتھ دیوار کے نیچے کھڑا ہے اور حضرت عباسؓ ان کے کندھوں پر چڑھ کر پرنالے کو اس کی پہلی جگہ پر لگا رہے ہیں۔ دنیا بھر کی تاریخیں چھان ماریئے تاریخ عالم کی ورق گردانی کر گزریئے دعوے کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اپنے مطاع سے ایسی محبت و اطاعت اور عدل و انصاف کا ایسا حیرت انگیز نظارہ کہیں نظر نہیں آئیگا۔ پرنالہ نصب کرنے کے بعد حضرت عباسؓ حضرت امیر المومنین کے کندھوں پر سے فوراً کود پڑے اور کہنے لگے۔ یا امیر المؤمنین! یہ جو کچھ ہوا اس حق کے لئے ہوا جو واقعی میرا تھا اب جب کہ آپ کی انصاف پسندی کی بدولت مجھے وہ حق مل چکا میں اس بے ادبی کے لئے معذرت خواہ ہوں اور نہایت خوشی کے ساتھ اپنے سارے مکان کو خدا کی راہ میں وقف کرتا ہوں اور آپؓ کو اختیار دیتا ہوں کہ اسے گرا کر مسجد نبوی میں شامل کرلیں تاکہ تنگی کی وجہ سے نمازیوں کو جو تکلیف ہوتی ہے وہ ایک حد تک دور ہو جائے اور اللہ تعالیٰ میری اس قربانی کو قبول فرمائے

(اولاد)

حضرت عباس کی چار بیویاں تھیں۔ چاروں کی اولاد تھی۔ ام الفضل کے بطن سے فضل۔ عبداللہ۔ عبیداللہ۔ معبد۔ قثم عبدالرحمٰن۔ ام حبیب دختر پیدا ہوئے، رومیہ کے بطن سے تمامؔ اور کثیرؔ پیدا ہوئے باقی دونوں بیویوں کے بطن سے ایک ایک یعنی عونؔ اور حارثؔ پیدا ہوئے۔

خاندان عباسیہ حضرت عباسؓ کے بیٹے عبداللہ کی اولاد میں سے ہے خلفاء عباسیہ بھی آپ کی ہی اولاد میں سے ہوئے ہیں اور جن خلفاء کی حکومت بغداد میں ۱۳۲ھ سے لے کر ۶۵۶ھ تک رہی ہے وہ بھی آپ (عبداللہ) کی ہی اولاد میں سے تھے۔

(وفات)

حضرت عباس نے ۱۲ر رجب ۳۲ھ میں اٹھاسی سال کی عمر میں وفات پائی آپؓ کی نماز جنازہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اس کے بعد آپؓ کو جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا۔

نتیجہ مقابلہ بین المجالس برائے علم انعامی

امسال ۸۶-۱۹۸۵ء کے دوران حسن کارکردگی کے لحاظ سے مجلس اطفال الاحمدیہ اسلامیہ پارک لاہور اوّل قرار پائی ہے اور اسطرح علم انعامی کی مستحق ٹھہری ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مبارک فرمائے اور مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ پوزیشن حاصل کرنیوالی باقی مجالس کے اسماء یہ ہیں:

دوم : مجلس اطفال الاحمدیہ دارالذکر فیصل آباد
سوم : مجلس اطفال الاحمدیہ عزیز آباد کراچی
چہارم : مجلس اطفال الاحمدیہ وحدت کالونی لاہور
پنجم : مجلس اطفال الاحمدیہ چک ۴۶ شمالی سرگودھا

اللہ تعالیٰ ان مجالس کے لیے یہ اعزاز مبارک فرمائے

(مہتمم اطفال مرکزیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچوں کو عیب سے بچانے کیلئے والدین خود احتیاط سے کام لیں

"سب سے پہلی بات جو بچے کی تربیت کے واسطے ماں باپ کے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ بچے کے ذہن میں کسی بدی کی نسبت یہ خیال نہ پیدا ہونے دیں کہ اس کی کوئی اہمیت نہیں تا وہ اس بدی کو حقیر نہ سمجھنے لگ جائے۔ بہت سے ماں باپ ہیں جو دل سے چاہتے ہیں کہ بدی کا اثر ان کے بچوں پر نہ ہو لیکن وہ نمونہ ایسا ان کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ بچوں کی نگاہ میں وہ بدی حقیر ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ سے بدی کا خیال ان کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے مثلاً عام طور پر ماں باپ یہ چاہتے ہیں کہ بچہ جھوٹ نہ بولے لیکن خود اس کے سامنے جھوٹ بول لیتے ہیں۔ پہلی غلطی اولاد کی تربیت میں جو والدین سے سرزد ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ گو وہ دل سے چاہتے ہیں کہ اپنے بچوں کو نقص اور عیب سے بچائیں مگر خود پوری پوری احتیاط نہیں کرتے۔"

(ارشاد حضرت فضل عمر)

قارئین کرام سے گذارش

آپ ہمارے قارئین کے وسیع حلقہ کے ایک معزز فرد ہیں۔ یقیناً آپ نے ہم سے کچھ توقعات وابستہ کر رکھی ہیں اور ہر شمارہ مطالعہ کرنے کے بعد آپ اپنے دل میں سوچتے ہیں کہ کس حد تک ہم آپکی توقعات پر پورے اترے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے ہماری دعا ہے کہ وہ ہمیں توفیق دے کہ ہم آپ کی صحیح معنوں میں خدمت کر سکیں۔ لیکن ہم بھی آپ سے کچھ توقعات رکھتے ہیں پہلی توقع تو یہ ہے کہ آپ الفضل کو پڑھیں اور اس کے مضامین سے خاص طور پر حضور انور کے ارشادات سے دوستوں کو بھی آگاہ کریں جنہیں بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر الفضل خریدنے اور اس کا مطالعہ کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ دوسری توقع ہم یہ رکھتے ہیں کہ آپ جب الفضل کا مطالعہ فرمائیں تو جو خیالات بھی آپ کے دل میں پیدا ہوں ان سے ہمیں مطلع فرمائیں۔ یہ اخبار ہم سب کا ہے بظاہر ہم اسے الفضل کے دفتر میں مرتب کرتے ہیں۔ لیکن ہماری خواہش یہ ہے کہ اس کے مرتب کرنے میں ہمارا ہر قاری ہمارا ہاتھ بٹائے۔

تیسری توقع یہ ہے کہ آپ کسی موضوع پر مختصر مضامین تحریر فرما کر الفضل کے قارئین کے لئے تنوع پیدا کریں۔

ہمیں امید ہے کہ آپ ہماری ان توقعات کو سامنے رکھ کر ہم سے تعاون فرمائیں گے۔ جزاکم اللہ

(ادارہ الفضل)

محترم حسن خان صاحب حجانہ بلوچ مرحوم
(کا)
ذکرِ خیر

محترم حسن خان صاحب حجانہ بلوچ ناظم انصار اللہ ضلع ڈیرہ غازیخان گزشتہ سال یکم نومبر ۱۹۸۵ء کو دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے تھے وفات کے وقت مرحوم کی عمر ۷۵ سال تھی۔

۳۱ اکتوبر ۱۹۸۵ء شام کو جب خاکسار مغرب کی نماز کے لئے بیت الصلوٰۃ پہنچا۔ تو وہ پہلے سے وہاں موجود تھے۔ مغرب کی نماز ادا کر چکنے کے بعد انہوں نے اپنا چندہ ۱۰۰/- روپے دیا۔ جس کی رسید اُسی وقت دے دی گئی۔ پھر عشاء تک دوستوں سے خوب باتیں کرتے رہے۔ زیادہ تر قصر پارک میں ہسپتال کی تعمیر کے لئے انہیں چندہ کی تحریک کرتے رہے۔ عشاء کی نماز کے بعد حسب معمول ہم دونوں اکٹھے باتیں کرتے ہوئے آئے۔ اور پھر ایک دوسرے کو سلام کر کے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ قریباً دو بجے رات کا وقت تھا۔ کہ مرحوم کے چھوٹے بیٹے رضوان فاروق خان نے جو میرا داماد ہے دروازہ کھٹکھٹایا اور بتلایا کہ اباجی کو دل کا دورہ پڑا اور وہ ہسپتال میں فوت ہو گئے ہیں میں اچانک یہ اطلاع پا کر اپنے دو لڑکوں کو لے کر ہسپتال پہنچا اور مرحوم کو گھر پہنچایا

مرحوم بہت شفیق۔ مہربان۔ ملنسار اور مہمان نواز تھے۔ اوائل میں محکمہ تعلیم ضلع سرگودہا سے وابستہ رہ کر بطور مدرس کام کرتے رہے۔ انہی ایام میں ایک احمدی بزرگ کی تحریک پر ۱۹۳۲ء میں قادیان تشریف لے گئے۔ وہاں دینی ماحول اور جماعت کے دوستوں کا آپس میں محبت و اخلاص دیکھ کر بہت متاثر ہوئے اور حضرت فضل عمر کی تقاریر سن کر بخوشی بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے اور پھر باوجود مخالفت کے آخر دم تک ثابت قدم رہے۔ بوقت وفات مرحوم کے خلاف ایک مقدمہ کلمہ طیبہ اور آیات قرآنی تحریر کرنے کے الزام میں زیر سماعت تھا۔ تقسیم ملک کے بعد محکمہ بحالیات ڈیرہ غازی خان میں ملازمت اختیار کر لی مگر اس ملازمت سے خوش نہ تھے۔ مکرم ملک عزیز محمد صاحب ایڈووکیٹ مرحوم امیر جماعت احمدیہ ڈیرہ غازی خان کی تحریک پر آپ نے عرائض نویسی کے امتحان میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خواب میں خوشخبری دی کہ تم پاس ہو نمبر بھی ۲۰۲ لکھے ہوئے دیکھے۔ چنانچہ نتیجہ بھی ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اس کا ذکر بارہا دوستوں میں کرتے رہتے۔ اور خوش ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنے لگ جاتے۔

مرحوم کی طبیعت بہت سادہ اور پاکیزہ تھی سلسلہ کا جو کام آپ کے ذمہ لگتا آپ حتی الوسع اسے پورا کرنے کی کوشش کرتے۔ سلسلہ اور امام جماعت سے محبت کرنے والے تھے۔ بہت سے غیر از جماعت لوگوں سے دوستانہ تھا۔ مرحوم کی وفات کا جس نے بھی سنا غمگین اور حیرت کے لہجہ میں دلی افسوس کا اظہار کیا

ایک دوست نے خواب میں اپنی اہلیہ مرحومہ کو دیکھا۔ جس نے کہا کہ ہمارے ہاں ایک معزز مہمان آنے والا ہے۔ چنانچہ دوسرے روز یہ معزز مہمان ہم سے جدا ہو کر اپنے مولا حقیقی کے حضور حاضر ہو گیا۔

؎ زخم دل تازہ رہیگا عمر بھر
دے کے غم کی داستان رخصت ہوا

مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیوہ۔ دو بیٹے۔ آٹھ بیٹیاں اور متعدد نواسے نواسیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ اور جملہ پسماندگان کا خود ہی حافظ و ناصر ہو۔ اور ان سب کو صبر جمیل کی توفیق بخشے آمین۔

(مرسلہ۔ احمد بخش خان۔ ڈیرہ غازی خان)

ولادت

برادرم چوہدری محمد اقبال بشیر کارکن نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ کو خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم اور حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کی دعاؤں کے طفیل شادی کے عرصہ تقریباً ۷ سال بعد مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے حضورِ پُرنور نے بچے کی پیدائش سے قبل بچے کا نام "معروف احمد" تجویز فرمایا۔

نومولود مکرم چوہدری ولی محمد صاحب کا پوتا اور مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم سابق مالی صدر انجمن احمدیہ کا نواسہ ہے۔

بچہ کے والدین نے حضور انور کی تحریک "وقفِ نو" میں نومولود کو وقف کر دیا ہے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچہ کا وقف قبول فرماتے ہوئے بچے کو صحت و تندرستی والی لمبی زندگی عطا فرمائے نیز عزیز نومولود کو نیک صالح اور خادم دین بنائے۔ والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا موجب ہو۔ (آمین)

(محمد الطاف خان۔ نظارت دیوان۔
صدر انجمن احمدیہ۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

مسل ۲۶۷۹۶ میں رانا محمد اسد اللہ ولد رانا عطاء اللہ صاحب قوم جھمٹ پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی ساکن خوشاب ضلع سرگودھا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹-۱-۸۸ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۸۹۵/- روپے ماہوار بصورت تنخواہ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد: محمد اسد اللہ ولد رانا عطاء اللہ صاحب کوچہ احمدیہ خوشاب شہر۔ گواہ شد (۱) جاوید احمد جاوید وصیت ۱۷۴۲۲ گواہ شد (۲) عبد الغفار خان صاحب وصیت ۱۸۹۰۴

مسل ۲۶۷۹۷ میں ملک سردار خان ولد ملک محمد یار صاحب قوم اعوان پیشہ زمیندارہ عمر ۸۰ سال بیعت ۲۹-۱۲-۴۹ ساکن جبھی جنوبی ضلع خوشاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴-۶-۸۸ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ زرعی اراضی بارانی ۱۰ ایکڑ مالیتی ۴۰۰۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۶۰۰/- روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد: ملک سردار خان ولد ملک محمد یار صاحب جبھی جنوبی ضلع خوشاب گواہ شد (۱) ملک خالد یار ساکن جبھی ضلع خوشاب۔ گواہ شد (۲) چوہدری محمد نذیر سیکرٹری مال خوشاب۔

مسل ۲۶۷۹۸ میں بیگم بی بی زوجہ عبد اللطیف صاحب قوم جٹ سدھو پیشہ خانہ داری عمر ۶۵ سال بیعت پیدائشی ساکن چک ۳۸۸ گ ب ضلع فیصل آباد۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷-۸-۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے (۱) حق مہر بذمہ خاوند ۱۰۰/- روپے (۲) از ترکہ والدین ۴ کنال زمین نہری مالیتی ۳۰۰۰/- روپے اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ: بیگم بی بی زوجہ عبد اللطیف صاحب۔ گواہ شد (۱) چوہدری محمد اکمل امیر جماعت چک ۳۸۸ گ ب گواہ شد (۲) عبد اللطیف صاحب خاوند موصیہ

مسل ۲۶۷۹۹ میں محمود احمد ولد علی احمد صاحب قوم جٹ برڑ پیشہ تجارت عمر ۳۵ سال بیعت پیدائشی ساکن چک ۲۱۹ ر ب ضلع فیصل آباد۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹-۴-۸۷ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) مکان دس مرلہ واقع گنڈا سنگھ والا مالیتی ۸۰۰۰۰/- روپے (۲) مشین کڑھائی والی مالیتی ۲۰۰۰/- روپے (۳) ۱/۴ ۱ کلہ زرعی زمین واقع چک ۴۰ گ ب مالیتی ۷۵۰۰/- روپے اس وقت مجھے مبلغ ۳۰۰/- روپے ماہوار بصورت کاروبار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد: محمود احمد ولد علی احمد صاحب۔ گواہ شد (۱) سجاد احمد خالد مربی سلسلہ گواہ شد (۲) محمد بوٹا چک ۲۱۹ ر ب گنڈا سنگھ والا فیصل آباد

مسل ۲۶۸۰۰ میں خطیب احمد ولد علی احمد قوم برڑ پیشہ زمیندارہ عمر ۳۸ سال بیعت پیدائشی ساکن چک ۲۱۹ ر ب ضلع فیصل آباد بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹-۴-۸۷ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے (۱) پلاٹ دس مرلہ واقع گنڈا سنگھ والا مالیتی ۲۷۰۰۰/- روپے (۲) پلاٹ دس مرلہ واقع چک ۴۰ ستیانہ فیصل آباد ۲۰۰۰۰/- روپے (۳) ۱/۴ ۱ کلہ زرعی زمین چک ۴۰ ستیانہ فیصل آباد ۳۷۵۰۰/- روپے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد: خطیب احمد ولد علی احمد صاحب چک ۲۱۹ ر ب فیصل آباد گواہ شد (۱) سجاد احمد خالد مربی سلسلہ چک ۲۱۹ ر ب گواہ شد (۲) ضیاء اللہ ظفر مربی سلسلہ چک ۲۱۹ ر ب

کراچی میں معیاری سونے کے اعلیٰ زیورات
کا مرکز
الکریم جیولرز
685511
بازار فیصل۔ کریم آباد
(چورنگی) کراچی
پروپرائیٹرز:
میاں عبد اللطیف شاہ کوٹی
اینڈ سنز

نرینہ اولاد سے محروم
بے اولاد، مرض اٹھراء
کی شکار دکھی عورتوں کیلئے
دواخانہ حکیم نظام جان
ہر ماہ کی ۱۲ سے ۱۸ تاریخ تک حکیم انوار احمد جان مطب فرماتے ہیں
۲۔ بی روڈ بالمقابل شیش محل بس سٹاپ
(یو۔ بی۔ ایل) بالائی منزل لیاقت آباد
کراچی نمبر ۱۹
فون: ۴۱۳۲۵۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عورتوں نے وطن بھی چھوڑے ماریں بھی کھائیں

لیکن خدائے واحد کے نام کو چھپانا پسند نہ کیا

حضرت فضل عمر نور اللہ مرقدہٗ کا ایک ارشادِ گرامی

"عورتوں کی قربانیوں کا کچھ ذکر تمہارے سامنے کرتا ہوں۔

مکہ میں جب تکلیفیں حد سے بڑھ گئیں اور دشمن شرارتوں میں دن بدن بڑھتے جارہے تھے۔ جب تکلیفیں برداشت سے باہر ہوگئیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو مشورہ دیا کہ وہ ایبے سینیا کی طرف ہجرت کر جائیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپؐ تو یہاں تکلیفوں میں رہیں اور ہم دوسرے ملک میں جاکر آرام سے زندگی بسر کریں۔ آپؐ نے فرمایا ابھی میرے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کرنے کی اجازت نہیں آئی تم ہجرت کر جاؤ۔ جب مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت مل جائے گی تو میں ہجرت کرونگا۔

ان ہجرت کرنے والوں میں ایک عورت بھی تھی جو کہ اپنے خاوند کیساتھ اونٹوں پر صبح سویرے سامان لدوا رہی تھی حضرت عمرؓ اسوقت تک اسلام نہیں لائے تھے آپ پھرتے پھراتے اس رستہ سے گزرے آپ نے جب یہ نظارہ دیکھا تو آپ کی طبیعت پر اس نظارہ کا بہت گہرا اثر ہوا۔ عربوں میں بے شک کفر تھا۔ گناہ تھا۔ لیکن وہ بہادر تھے اور کمزور اور ضعیف پر ان کا ہاتھ نہ اٹھتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ صبح صبح ایک عورت مکہ کو ہمیشہ کے لیے چھوڑنے والی ہے تو آپ نے رقت بھری آواز میں اس عورت سے پوچھا۔ بی بی! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم سفر کی تیاری کر رہی ہو۔ اُس عورت نے کہا۔ ہم نے یہاں سے چلے جانے کا ارادہ کیا ہے اب تمہاری تکلیفیں برداشت سے باہر ہو گئی ہیں۔ آخر ہم نے تمہارا کیا قصور کیا ہے۔ ہم یہی کہتے ہیں نا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے لیکن تم ہمیں اس سے بھی روکتے ہو اس لیے ہم جا رہے ہیں۔ یہ بے بسی اور بے کسی کا نظارہ دیکھ کر سنگدل عمر جس کے دل میں مسلمانوں کے لیے ذرا رحم نہ تھا اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور کہا اچھا بی بی تمہارا خدا حافظ۔ یہ کہہ کر منہ پھیر لیا۔

پس عورتوں نے وطن بھی چھوڑے ماریں بھی کھائیں اور موت کو بھی قبول کیا لیکن خدائے واحد کے نام کو چھپانا پسند نہ کیا"

(الازھار لذوات الخمار صفحہ ۴۲۸۔۴۲۷)

خبریں

۸ دسمبر ۱۹۸۸ء

• صدارتی انتخاب کے لئے آج کاغذاتِ نامزدگی کی جانچ پڑتال ہوگی ان میں سے پانچ کاغذات درست پائے گئے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ غلام اسحاق خاں۔ نوابزادہ نصراللہ خان۔ احمد۔ ای۔ ایچ جعفر۔ ریٹائرڈ جنرل ٹکا خان اور محمد نوروز ملک۔ صدر کا انتخاب سوموار کے دن ہوگا۔ کاغذات نامزدگی ہفتہ کو واپس لئے جاسکیں گے۔ اسی دن شام کو امیدواروں کی حتمی فہرست جاری کر دی جائے گی۔ صدر کا انتخاب دن کے دس بجے سے تین بجے تک پارلیمنٹ ہاؤس اسلام آباد اور چاروں صوبائی دارالحکومتوں کے اسمبلی ہالوں میں ہوگا۔

• امریکی سنٹرل کمانڈ کے سربراہ جنرل ایچ نارمن سواسکاٹ نے وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو سے ملاقات کی۔ اس کے علاوہ چینی سفیر نے بھی ملاقات کی۔ محترمہ بے نظیر صاحبہ نے اس امید کا اظہار کیا کہ ان کی وزارت عظمیٰ کے دور میں پاک چین تعلقات کو فروغ حاصل ہوگا انہوں نے چینی سفیر کی طرف سے دی گئی چین کے دورے کی دعوت قبول کرتے ہوئے کہا کہ عمرہ کرنے کے بعد بیرونی ملکوں کے دورے میں میری پہلی ترجیح چین کے دورے کی ہوگی

• پنجاب کے وزیراعلیٰ محمد نواز شریف نے آج پنجاب اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ حاصل کر لیا۔ ان کے حق میں ۱۴۷ ارکان نے کھڑے ہو کر رائے دی جبکہ ان کے مخالف ۷۳ اراکین نے رائے دی۔ اعتماد حاصل کرنے کی قرارداد اسلامی جمہوری اتحاد کے رکن اسمبلی سردار نصراللہ دریشک نے پیش کی۔ اس کے بعد اجلاس ملتوی کر دیا گیا۔ اب اسمبلی کا اجلاس اتوار کی شام کو ہوگا

• سوویت یونین میں جمہوریہ آرمینیا کے جنوب میں کل جو زلزلہ آیا تھا اس میں ایک اطلاع کے مطابق ۳۰ ہزار افراد ہلاک ہوئے ہیں۔ ایک اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ ہزاروں آدمی ہلاک ہوچکے ہیں۔ ۵۰ ہزار کی آبادی کا ایک قصبہ مکمل طور پر تباہ ہوگیا۔

• اسٹیبلشمنٹ کے بارے میں وزیراعظم کے خصوصی مشیر ڈاکٹر عبدالرشید خان نے کہا ہے کہ ان کی حکومت سرکاری ملازمین کو زیادہ احساس تحفظ فراہم کرنا چاہتی ہے اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے سول ملازمین کی چھانٹی کی خبروں کی تردید کی اور کہا کہ حکومت انتقام کی پالیسی پر یقین نہیں رکھتی۔ انہوں نے کہا کہ ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی ان افسروں کے معاملات کا جائزہ لے گی جن سے سابق حکومت کے دور میں زیادتی کی گئی۔ ملازمت سے محروم کیا گیا یا سہولتوں سے محروم کیا گیا۔

PILES Course بواسیر کورس

قیمت فی کورس ۴۰/- ڈاک خرچ علاوہ۔ لٹریچر ۳/- کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں

کیور ٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون: ۶۰۶/۷۷۱

چاول باسمتی اوّل درجہ ۲۶۰/- فی ۴۰ کلوگرام
احمد نگر شیلر
چاول باسمتی اوّل درجہ ۲۷۵/- فی ۴۰ کلوگرام
" درجہ دوم ۲۳۰/- " "
ٹوٹہ باسمتی ۱۵۰/- " "
رضیہ مارکیٹ کالج روڈ ربوہ
محمد سعید اینڈ سنز رائس ڈیلر سرگودھا روڈ احمد نگر

نیا سال، نیا دور مبارک ہو
حکیم منور احمد عزیز دواخانہ (رجسٹرڈ) چک چٹھہ ضلع گوجرانوالہ

بیکری، کنفکشنری، شربت آئس کریم
سوڈا واٹر۔ چاولوں اور کھانوں کیلئے
ایس کے اے کیمیکلز فیصل آباد کے
• فوڈ کلرز اور ایسنس ہمیشہ استعمال کریں
سول ڈسٹری بیوٹرز
SKA
داؤد ٹریڈرز
گول صابن والا فیصل آباد
فون: ۲۳۲۵۸

ایک نئے عزم کیساتھ ربوہ میں سب سے پہلا ادارہ
احمد اسٹیٹس ربوہ رجسٹرڈ
عنقریب ایک بہت بڑے رہائشی منصوبہ کا اقساط پر دینے کا اعلان کرنے والا ہے۔ نیز زرعی و سکنی ربوہ و ماحول ربوہ میں جائیداد کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
فون: دفتر: ۵۳۵ گھر: ۴۳۶

پرنسپل، سٹاف اور طلباء
الہدیٰ ماڈل کالج۔ ربوہ
الفضل کے دوبارہ اجراء پر حضرت امام جماعت احمدیہ اور تمام احباب جماعتہائے احمدیہ کو
مبارکباد پیش کرتے ہیں
کالج میں اسوقت ایف اے اور ایف ایس سی کے مضامین میں پڑھائی جاری ہے

آر۔ ایل نمبر ۵۲۵۴